وفات سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عماد العلماء علامہ سید محمد رضی صاحب قبلہ مجتہد (پاکستان)

۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر اسلام کے احکام کی تعلیم کے ساتھ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے آئندہ سال تم لوگوں سے ملنے کی امید نہیں ہے۔ اور کچھ روایتوں میں یہ لفظیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''شاید میں اس کے بعد حج نہ کرسکوں۔'' اس وقت آپ نے تمام مسلمانوں کو اپنے دیدار سے مشرّف فرمایا اور سب کو حسرت کے ساتھ رخصت کیا۔ آپ نے شہدائے احد × کی قبروں پر جاکر ان کو آٹھ سال کے بعد اس طرح رخصت کیا جیسے کوئی مرنے والا زندہ عزیزوں کو رخصت کرتا ہے پھر مسلمانوں کے ایک اجتماع میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: ''مجھے خوف نہیں ہے کہ تم لوگ میرے بعد شرک کروگے لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیا میں نہ مبتلا ہوجاؤ اور دنیا کے حاصل کرنے کے لئے کہیں آپس میں فساد اور خوں ریزی نہ کرو کیوں کہ اگر تم ایسا کروگے تو اسی طرح ہلاک اور برباد ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں۔ وقت گذر گیا اور آخر ۱۸ یا ۱۹ ماہ صفر ۱۱ ہجری کو آدھی رات کے وقت آپ جنت البقیع کے قبرستان میں تشریف لے گئے اور جب وہاں سے واپس ہوئے تو طبیعت خراب ہوگئی۔ پھر مرض میں شدت ہونے لگی۔ ایک روز کچھ سکون تھا نماز ظہر کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ آپ کی حیات کا آخری خطبہ تھا آپ نے ارشاد کیا خدا نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ چاہے وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرلے یا جو کچھ آخرت میں ہے اسے قبول کرلے مگر اس بندہ نے خدا ہی کے پاس کی چیزیں قبول کرلی ہیں۔ آپ کو اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہراءؑ سے بے حد محبت تھی علالت کے زمانہ میں کسی وقت انھیں طلب فرمایا، جب حاضر ہوئیں تو ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ رونے لگیں، پھر کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ جب کسی نے دریافت کیا تو بنت رسولؐ نے فرمایا۔ پہلی دفعہ میرے بابا نے فرمایا تھا کہ میں اسی مرض میں انتقال کروں گا تو میں رونے لگی پھر فرمایا کہ میرے بعد میرے خاندان میں سب سے پہلے تم مجھ سے آکر ملوگی تو میں خوش ہوکر ہنسنے لگی۔

وفات کے روز جس قدر دن چڑھتا جاتا تھا آپ پر غشی زیادہ ہورہی تھی اور پھر کسی وقت حالت بہتر بھی ہوجاتی تھی۔ حضرت فاطمہ زہراء سے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ کو میرے پاس لاؤ۔ بچے لائے گئے۔ حضرت امام حسنؑ نے اپنا منہ نانا کے منہ پر رکھ دیا اور حضرت امام حسینؑ نے اپنا سر رسولؐ اللہ کے سینہ پر رکھا اور رونے لگے۔ آپ نے اپنے نواسوں پر محبت اور شفقت کا اظہار فرمایا اور ان کے متعلق سب کو وصیت فرمائی۔

جناب فاطمہ زہراءؑ نے حضرت رسالت مآبؐ کی

تکلیف دیکھ کر کہا: ہائے میرے بابا کی بے چینی! آپ نے ارشاد کیا بیٹی! تمہارا باپ آج کے بعد پھر بے چین نہ ہوگا۔ اب وفات کا وقت قریب آ رہا تھا اتنے میں لب مبارک ہلے تو لوگوں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔ الصَّلوٰةُ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ مطلب یہ تھا کہ نماز کی ہمیشہ پابندی کرنا اور غلاموں اور کنیزوں کے حق کا خیال رکھنا۔ چادر کبھی اپنے چہرۂ اقدس پر ڈالتے تھے اور کبھی ہٹا دیتے تھے۔ پھر انگلی سے اشارہ کیا اور فرمایا: بَلِ الرَّفِيقُ الْاَعْلٰی۔ یعنی اب صرف وہ بڑا اور عظیم رفیق درکار ہے! یہ کہتے کہتے نزع کی حالت شروع ہوگئی اور روح مبارک عالم قدس کی طرف روانہ ہوگئی۔

شہرت اسی کی ہے کہ پیر کے روز آنحضرتؐ نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور منگل کا دن گذر کر بدھ کی رات میں دفن ہوئے۔

حضرت علیؑ نے بنی ہاشم میں سے حضرت عباسؓ اور ان کے دونوں صاحبزادوں کے ساتھ مل کر غسل دیا اور اُسامہ بن زید بن حارثہ اور شُقران حضورؐ کے آزاد کردہ غلام بھی غسل دینے کے کام میں شریک تھے ان ہی لوگوں کی مدد سے حضرت علیؑ نے تدفین کے فرائض انجام دیئے۔

اللہ اس روح پاک کے تصدق میں مسلمانوں پر رحم فرمائے جس نے تمام عالم کو اپنے نور ہدایت سے روشن ومنور کر دیا۔ اور تمام مسلمانوں کو اس کی توفیق دی کہ وہ حضورؐ نبی کریم کی سیرت پاک پر عمل کر کے خدا کی امداد اور آپ کی روح اطہر کی خوشنودی سے دنیا اور آخرت کی کامیابی اور نجات حاصل کریں آمین۔ ۞۞۞

(بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسلام میں غلامی)

ہوا۔ ۱۸۳۳ء میں برٹش گورنمنٹ نے اپنے تمام معتمرات میں غلاموں کی آزادی کا حکم دیا اور بیس ملیون پونڈ مالکان وتاجران پر غلاموں کے تقسیم کیا۔ ۱۸۱۷ء میں ماڈاگاسکر کے ساتھ معاہدہ ہوا کہ آئندہ سے تجارت غلام وکنیز کی بند ہو۔

۱۸۲۲ء میں امام مسقط سے ایسا ہی معاہدہ ہوا باوجود معاہدہ کئی سال تک سواحل افریقہ پر بردہ فروشی ہوتی رہی اس وقت یہ تجارت عربوں کے ہاتھ میں تھی، دریائے میڈیٹرانہ کے کناروں پر افریقہ سے غلام لائے جاتے اور بحر احمر کے بندرگاہوں پر فروخت کئے جاتے تھے۔

۱۸۷۳ء میں انگریزوں نے سلطان زنگبار سے معاہدہ کیا کہ اس کی مملکت میں بردہ فروشی ممنوع ہو اور اس طرح سے زنگبار کے بازار کو بردہ فروشی سے شکست ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ بردہ فروشی کا خاتمہ ہوا لیکن ان سفید چمڑے والی قوموں نے اس قدیم حیوانی رسم کی یاد اب تک کالے گورے رنگ کے امتیاز سے قائم کر رکھی ہے اور عام طور پر سفید چمڑے والے سیاہ اقوام کو اپنا غلام ہی سمجھتے ہیں اور خود کو آقا خیال کرتے ہیں اور یہ امتیاز ہوٹلوں، کلب، اسکولوں، کالجوں، ریل کے ڈبوں، اسٹیشن کے ویٹنگ روموں، نوکری کے عہدوں تک میں نمایاں طور پر موجود ہے حتیٰ کہ قوانین ملکی میں ایک ہی جرم میں دو سزاؤں سے امتیاز باقی رکھا گیا ہے۔ برٹش نوآبادیات فرانسہ کے نوآبادیات، اٹالی نوآبادیات، امریکہ، اسپانیہ ہر جگہ یہ امتیاز موجود ہے۔ (جاری)